خلافت احمدیہ کے مخالف تحریکات

اور

ان کا انجام

مرتبہ
عبدالحق
استاد مدرسۃ الظفر وقف جدید
ربوہ

عناوین:

آیت استخلاف

حدیث

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی

خلافت احمدیہ کے خلاف پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام

قادیان میں احرار کی اشتعال انگیز سرگرمیاں

گورنمنٹ کی مخالفانہ سرگرمیاں

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس

قادیان میں فساد کرانے کی شرمناک شازش

احرار کا عبرتناک انجام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مولوی ظفر علی خان صاحب کا خراجِ تحسین

خلافت احمدیہ کے خلاف دوسری مخالفانہ تحریک

خدائی نشان ظہور

تحریک کا انجام

خلافت ثالثہ کے متعلق پیشگوئی

خلافت احمدیہ کے خلاف تیسری تحریک اور اس کا انجام

خلافت احمدیہ کے خلاف چوتھی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام

آرڈننس1984ء

ضیاء الحق کی غلطی

آسمانی فیصلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا فتح کے متعلق اقتباس

آیت:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ

لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَO

(سورۃالنور:56)

’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔‘‘

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث:

عَنْ حُذَیْفَۃَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273 ۔مشکوٰۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ، سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری

جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ دیکھو! میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے، جو اس کے پاس جاتا ہے، جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

جماعت احمدیہ کی کامیابی کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مل کر ہمارے مقابلہ میں ایک فیصدی کامیابی کرسکیں تو وہ سچے مگر ناممکن ہے کہ انہیں کامیابی ہو۔ باقی رہیں عارضی مشکلات سو یہ آیا ہی کرتی ہیں.......وہ بے شک ہمیں ماریں، پیٹیں، ہم میں سے بعض کو لولا لنگڑا کردیں یا جان سے مار دیں، ہمیں اس کی پروا نہیں! جس چیز کی پروا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہار نہ جائیں اور یہ یقینی بات ہے کہ دشمن ہی ہاریں گے ہم نہیں ہار سکتے چاہے کوئی گورنمنٹ کھڑی ہوجائے، علما اور عوام سب مل جائیں۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ ہم جیتیں گے، ہم کونے کا پتھر ہیں جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔''

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ 448 تا449)

خلافت احمدیہ کے خلاف پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام:

1932ء میں بعض مخالفین نے جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کو روکنے بلکہ اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کی دھمکی دی اور پھر تمام مخالفِ احمدیت طاقتیں میدانِ مخالفت میں اُتر پڑیں، حتیٰ کہ صوبہ پنجاب میں برسرِ اقتدار انگریزی حکومت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت میں آگئی اور سراسر ناروا، ناشائستہ اور ناجائز حربوں سے حملہ آوروں کی پشت پناہی کرنے لگی۔ خلافت احمدیہ اور احمدیت کے خلاف اپنی نوعیت کی اس پہلی منظّم اور ہمہ گیر مخالفت میں کیسے عروج و زوال آیا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1932ء میں جب مخالفین ابھی اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر سازش تیار ہو رہی تھی۔ ایک احراری لیڈر نے اظہار کر دیا کہ وہ احمدیوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا:

''ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ احرار کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے ایک مجلس میں جو صلح کے لئے منعقد ہوئی تھی کہہ دیا کہ ہم نے فیصلہ کر لیاہے کہ ہم احمدیوں کو کچل ڈالیں گے۔''

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ 9)

مخالفین کی فہرست میں سب سے اوپر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور پھر جماعت کا وجود تھا۔ خلافت سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے احرار اور گورنمنٹ ہمیشہ اس کوشش میں رہی کہ کسی طرح اس کا خاتمہ کیا جائے جیسا کہ احراری لیڈر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''عنقریب چند یوم میں خلیفۂ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرا دیا جائے گا اور گورنمنٹ سن لے کہ ہم جلدی خلیفۂ قادیان کو قتل کرا دیں گے۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 7۔صفحہ 386)

اس سے واضح ہو گیا کہ مخالفین کے مد نظر خلیفہ اور خلافت ہی تھی جو جماعت احمدیہ کی یکجائیت اور ترقی کی وجہ تھی۔ دوسرا اس سے یہ بھی کھل گیا کہ گورنمنٹ کھلے طور پر لوگوں کا ساتھ دے رہی تھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس طرح کھلے طور پر عوام میں تقریر کرتے ہوئے کسی کو قتل کی دھمکیاں دی جائیں اور اس پر قانونی گرفت نہ ہو۔ یہ سب کچھ گورنمنٹ اور احرار کی ملی بھگت سے ہو رہا تھا جس کی وجہ سے احراری لیڈر دندناتے پھرتے تھے۔ احراریوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے ہر حربہ استعمال کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر پیش ہے:

1۔ احراریوں نے گورنمنٹ سے مطالبہ شروع کر دیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ مطالبہ ان کا اپنا نہیں تھا بلکہ ہندو لیڈروں کے ذہن کی پیداوار تھا جس کی تکمیل کے لئے احرار کو استعمال کیا گیا۔

2۔ دوسرا حربہ احرار نے یہ استعمال کیا کہ (معاذاللہ) بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ آپ (علیہ السلام) انگریز کے جاسوس اور خود کا شتہ پودا تھے۔

3۔ تیسرا حربہ احراریوں نے یہ استعمال کیا کہ پراپیگنڈا (propaganda) شروع کردیا کہ احمدی لوگ در پردہ اپنی طاقت بڑھا کر سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں انہوں نے قادیان میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے جس کے قوانین برطانوی آئین سے مزاحم ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 7۔صفحہ 389 تا407)

گویا یہ مخالفت صرف مذہبی نہ تھی بلکہ مذہبی، سیاسی اور اقتصادی تینوں لحاظ سے تھی جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''اس وقت ہمارے خلاف جو فتنہ ہے یہ صرف مذہبی نہیں، نہ صرف سیاسی اور نہ صرف اقتصادی ہے بلکہ یہ مذہبی بھی ہے اقتصادی بھی ہے اور سیاسی بھی............تینوں وجوہات کی بنا پر مذہبی، سیاسی اور اقتصادی رنگ میں ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔ ہم ہر ایک کے دوست اور خیر خواہ ہیں.........ہماری ترقی کو دیکھ کر سب جماعتیں پریشان ہو گئی ہیں اور ہمارے تباہ کرنے کے لئے متفق ہو گئی ہیں یا پھر موجودہ فتنہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری آزمائش کرنا چاہتا ہے ہم جو روزانہ اس کے سامنے فخر سے کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تجھ پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لائے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کے مطابق اب خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس حد تک قربانیاں کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں کتنا ایمان ہے؟''

(تاریخ احمدیت جلد7صفحہ 430 تا438)

قادیان میں احرار کی اشتعال انگیز سرگرمیاں:

سلسلہ احمدیہ کا مقدس نظام چونکہ ایک واجب الاطاعت امام اور ایک فعال مرکز سے وابستہ ہے اس لئے اس وقت کے احرار اور حکومت دونو ں نے جماعت احمدیہ کو پارہ پارہ کرنے کیلئے براہ راست قادیان ہی کو اپنی اشتعال انگیزیوں کی آماجگاہ بنا لیا اور سر توڑ کوشش شروع کر دیں کہ احمدیوں کے خلاف ایسی فضا پیدا کردی جائے کہ وہ صبر وتحمل کا دامن چھوڑ کر قانون شکنی پر مجبور ہو جائیں اور بالآخر ملکی آئین کے ساتھ ایسا کھلا تصادم شروع ہو جائے کہ حکومت کے لئے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کے بعد قادیان اور اس سے باہر پورے صوبے میں پھیلے ہوئے دوسرے احمدیوں پر ہاتھ ڈالنا

آسان ہو جائے۔اس سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ اٹھایا گیا کہ ابتدا 6 اکتوبر1933ء کو دو نوجوان قادیان میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے گئے پھر جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ 1933ء میں ہر طرح سے لوگوں کو روکنے اور فساد ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن احمدیوں کے صبر کی وجہ سے احرار کو کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔

1934ء کی ابتدا میں قادیان میں احرار کا دفتر قائم کر دیا گیا۔ قادیان میں احرار کے دفتر کی بنیاد جس شخص کے ذریعے رکھی گئی اس کی نسبت اپریل1935ء میں اخبار''زمیندار'' نے لکھا کہ اس نے مسجد کے نام پر لوگوں سے پیسہ جمع کیا لیکن حساب کتاب مانگنے پر جواب ندارد ۔ بالآخر اعتراف جرم کر کے فرار ہونے کی کوشش کی مگر حوالۂ پولیس ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ 438 تا442)

گورنمنٹ کی مخالفانہ سرگرمیاں:

احرار کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے بھی جماعت تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ڈاک پر سنسر شپ (censor ship)بٹھا دی، کسی نہ کسی بہانے وہ حضور رضی اللہ عنہ پر گرفت کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ اُنہیں دنوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں:

> ''سر ایمرسن(Sir Emerson)(گورنر پنجاب)حضرت اقدس رضی اللہ عنہ کی خدا داد ذہانت اور فراست دیکھ کر حیران تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ عجیب انسان ہے۔ اپنی قوم کو بیدار کرنے اور ابھارنے کے لئے ایسی زبر دست تقریر کرتا ہے کہ جو سراسر قابل اعتراض ہوتی ہے مگر آخر میں ایک فقرہ ایسا کہہ جاتا ہے کہ جس سے پہلی تقریر ساری کی ساری ناقابل اعتراض ہوکر رہ جاتی ہے اور ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کر سکتے۔''

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ457)

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس:

احرار اور حکومت پنجاب نے احمدیت کے خلاف مظالم کا جو سلسلہ جاری کر رکھا تھا اس کی ایک کڑی ''احرار تبلیغ کانفرنس'' جو21،22،23 /اکتوبر 1934ء تھی۔ یہ کانفرنس جس کا نام ''تبلیغ کانفرنس'' رکھا گیا تھا شروع سے لے کر آخر تک جماعت احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اشتعال پھیلانے کے لئے وقف رہی اور دشنام آمیز گندی زبان میں شدید حملے کئے گئے یہ کانفرنس محض فساد کے لئے کی گئی تھی۔ احمدیوں کو اس میں جانے سے روک دیا گیا۔ اگر تبلیغی کانفرنس تھی تو احمدیوں کو کھلے عام بلاتے اور پھر سارے لوگ یہ قریباًپانچ ہزار (5000) تھے جو باہر سے آئے ہوئے تھے وہ کسی اَور جگہ بھی اکٹھے ہو سکتے تھے بلکہ اگر لاہور، امرتسر یا جالندھر وغیرہ میں کانفرنس ہوتی تو زیادہ سامعین ہوتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قادیان میں کانفرنس کا مقصد صرف اور صرف فساد تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں میں احمدیوں کو مارا پیٹا گیا، ان پر حملے کئے گئے، پانی بند کیا گیا ،مال لوٹ لیا گیا، بائیکاٹ کیا گیا اور قبرستانوں میں احمدیوں کو اپنے مردے دفنانے سے روکا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ485 تا537)

قادیان میں فساد کرانے کی شرمناک سازش:

8جولائی1935ء کو ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر

قاتلانہ حملہ کر دیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ صاحبزادہ صاحبؓ پر حملہ کوئی انفرادی نوعیت کا فعل نہیں تھا بلکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھا جس کے پیچھے قادیان میں فساد کرنے کی سازش کارفرما تھی۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 12جولائی1935ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

''وہ حملہ جو شریف احمد صاحب پر کیا گیا ہے ہمیں عقل و جذبات کا توازن قائم رکھتے ہوئے اس کے متعلق سوچنا چاہیئے کہ یہ انفرادی فعل تھا یا سازش کا نتیجہ تھا؟.........جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس فعل کی نوعیت بتاتی ہے کہ یہ فعل انفرادی نہیں تھا......... لیکن اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ دشمن جو ہمیں ذلیل کرنا چاہتا تھا دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوگیا۔ دشمن کی شدید انگیخت کے باوجود امن قائم رہا۔ گویا صیاد نے جو جال ہمارے لئے بچھایا تھا وہ خود ہی اس کا شکار ہوگیا ہے۔ جب دنیا کے سامنے یہ بات آئے گی کہ اس حملہ سے پہلے ہمیں اس کی اطلاع تھی اور ہم نے حکومت کو اس کی اطلاع دے دی تھی جس نے قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور وہ یہ واقعات پڑھے گی کہ ایک ذلیل گداگر جس کی ساری عمر احمدیوں کے ٹکڑوں پر بسر ہوئی ہے، مرزا شریف احمدصاحب پر حملہ آور ہوا اور احمدی پھر بھی خاموش رہے تو وہ وقت تمہاری فتح کا ہوگا۔''

(الفضل20 جولائی1935ء)

احرار کا عبرتناک انجام:

مخالفین احمدیت خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ ہم احمدیوں کے خلاف ملک گیر شورش برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب عنقریب احمدیت کا نام و نشان مٹادیں گے کہ اچانک خدا کی بے آواز لاٹھی مسجد شہید گنج کے قضیے کی شکل میں نمودار ہوئی اور ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

لاہور میں ایک مسجد شہید گنج تھی جو سکھوں کے قبضے میں تھی۔ 8جولائی1935ء میں سکھوں نے یکایک یہ مسجد مسمار کر دی اس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوگئی، پولیس کو گولی چلانا پڑی، مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا، عام مسلمانوں کا خیال تھا کہ احرار مسلمانوں کی قیادت کے فرائض سر انجام دیں گے مگر احراری لیڈر نہ صرف اپنے دفتر میں آرام سے بیٹھے تماشا دیکھتے رہے بلکہ مسجد پر قربان ہونے والوں کو حرام موت مرنے والا قرار دیا۔ اس سے احراری حقیقت کے رُخ سے نقاب اُٹھ گیا۔ مسلمان ان سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے اور سخت سے سخت الفاظ استعمال کرنے لگے۔ نمونے کے طور پر ایک حوالہ پیش ہے، دہلی کے رسالہ''اسلامی دنیا'' نے جولائی1935ء میں لکھا:

''مجلس احرار جیسی افتراق انگیز انجمنوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ایسے ہی غداروں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوئے ہیں۔ مجلس احرار کی اس غدارانہ رَوِش کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجلس احرار کُوفیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جنہوں نے آل رسول کو اور عاشقان اسلام کو بُلا کر یزید کے ہاتھوں شہید کرا دیا تھا۔''

(تاریخ احمدیت جلد7صفحہ561)

الغرض ہر طرف احرار کی رُسوائی ہوئی۔ کانگریس جس کے روپے پیسے پراحرار پل رہے تھے انہوں نے احرار کو مسلمانوں کا نمائندہ ماننے سے انکار کر دیا، مسلمانوں نے ردّ کر دیا، آپس میں بھی اختلاف پڑ گیا، مولوی ظفرعلی خان جو کبھی احراریوں کے ساتھ تھے، وہ گالیاں دینے لگے۔ مولوی ظفرعلی خان صاحب لکھتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مولوی ظفر علی خان صاحب کا خراجِ تحسین:

مولوی ظفر علی خان صاحب نے صرف مجلس احرار کی تذلیل وتحقیر ہی نہیں کی بلکہ ان کی خلافِ احمدیت سرگرمیوں پر بھی زبردست تنقید کی اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ احرای لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ''ایک خوفناک سازش'' میں لکھتے ہیں:۔

> ''مولوی (ظفر علی خاں) نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلبِ زر کے لئے ڈھونگ رَچا رکھا ہے، قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا؟ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے؟ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احرار! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے لئے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ گالیاں اور بدزبانی! تُف ہے تمہاری غدّاری پر! لاہور میں مسجد شہید ہوئی تم ٹس سے مس نہ ہوئے...... سوائے چند تنخواہ دار اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کے تم کسی کو جیل خانہ نہیں بھجوا سکے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے....... میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو، مبلغ تیار کرو، عربی مدرسہ جاری کرو۔ قادیان میں دو چار مفسدہ پرداز بھیجنے سے کام نہیں چلتا۔ یہ تو چندہ بٹورنے کے ڈھنگ ہیں۔ اگر مخالفت کرنی ہے تو پہلے مبلغ تیار کرو، غیرممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو........ یہ کیا شرافت ہے کہ....... مرزائیوں کو گالیاں دلوا دیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد7۔صفحہ556 تا557)

خلافت احمدیہ کے خلاف دوسری مخالفانہ تحریک:

خلافت احمدیہ کے خلاف پہلی تحریک1934ء میں ناکام ہوئی تو احرار مسلسل اس کوشش میں رہے کہ کوئی نہ کوئی موقع پیدا کیا جائے جس سے ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل ہو سکے اور وہ اپنی کھوئی ہوئی سیاسی شہرت بھی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ یہ موقع انہیں 1952ء میں میسر آ گیا۔ یہ تحریک دراصل ایک سیاسی تحریک تھی جس کامیابی کے لئے عوام کو اپنے ساتھ ملا کر مذہبی رنگ دے دیا گیا جیسا کہ خواجہ ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان نے تحقیقاتی عدالت میں اس کا اعتراف کیا وہ کہتے ہیں:

> ''اس تحریک کے پس پردہ وہ لوگ ہیں جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میری مراد صوبہ پنجاب کے ان لیڈروں سے تھی جن کے ہاتھوں میں صوبائی حکومت کی باگ دوڑ تھی مجھے برابر اطلاع مل رہی تھی کہ خود وزیر اعلیٰ اور ان کے افسر خود تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔''

(تاریخ احمدیت جلد15 صفحہ462)

اس دوسری تحریک کا آغاز مئی1952ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کی مخالفت سے کیا گیا اس جلسہ کو روکنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کی گئی لیکن اللہ کے فضل سے جلسہ کامیاب ہوا۔ جلسہ کامیاب ہوتا دیکھ کر ہنگامہ آرائی کرنے والوں نے احمدیوں کے املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور اِکا دُکا احمدیوں کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا۔

جون1952ء میں احرار نے حکومت پاکستان سے تین مطالبات شروع کر دیئے۔

1۔ احمدی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں،

2۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کئے جائیں،

3۔ احمدیوں کو تمام کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد15صفحہ127)

یہ مطالبات تو محض ایک آڑ تھے ورنہ اصل مقصد در پردہ اپنی سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ 1952ء کے موقع پر فرمایا:

’’جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ گزشتہ دو سال سے جاری تھا مگر اس سال اس نے خاص شہرت اختیار کر لی تھی کیونکہ ملک کے بعض عناصر نے اپنی اپنی سیاسی اور ذاتی اغراض کے ماتحت احراریوں سے جوڑ توڑ کرنے اور انہیں ملک میں نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ احمدیت کی مخالفت اور اسی طرح چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی مخالفت تو محض ایک آڑ تھی ورنہ اصل مقصد در پردہ وہ اپنی سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد15صفحہ372,371)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں مخالفین کے انجام کے متعلق فرمایا:

’’یاد رکھو اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر مانا ہے تو تمہیں یقین رکھنا چاہئے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے مودودی، احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو ان کا حال اس شخص کا سا ہو گا جو پہاڑ سے ٹکرا تا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ و باللہ التوفیق۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد15صفحہ486,487)

فروری 1953ء کے آخر میں پنجاب میں بالخصوص اور پورے پاکستان میں بالعموم عام فسادات شروع ہو گئے جس میں حکومتی لوگوں کی املاک کی توڑ پھوڑ کی گئی اور نقصان پہنچایا گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک مقدس نام یعنی ختم نبوت کے نام پر کیا جا رہا تھا۔ انہیں ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو فرمایا:

’’آپ بھی دعا کرتے رہیں، میں بھی دعا کرتا ہوں، انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خداتعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا ۔سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے، خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد15صفحہ493,492)

خدائی نشان کا ظہور:

18مارچ1953ء گورنر پنجاب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو نوٹس جاری کیا گیا کہ آپ احرار احمدی تنازع یا جماعت احمدیہ کے خلاف ایجی ٹیشن (agitation) یا اور کسی امر کے بارے میں جس سے مختلف طبقات کے مابین منافرت یا دشمنی کے جذبات کے اُبھرنے کا امکان ہو تقریر کرنے یا بیان یا رپورٹ شائع کرنے سے احتراز کریں۔

باوجود اس کے کہ ان دنوں میں مخالفین پورے جوش و خروش سے جماعت لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور ہر طرح کے بیان بھی دے رہے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قانون پر عمل کیا اور ساتھ ہی گورنر کو بھی انتباہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بے شک میری گردن آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔
آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب میرا خدا ہاتھ دکھائے گا۔''

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ242)

خدا کے خلیفہ کا قول پورا ہوا اور چند دن کے اندر اندر گورنر پنجاب کو برطرف کر دیا گیا۔ اس کی جگہ نیا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ240 تا247)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

انہیں ایام میں قصرِ خلافت کی تلاشی لی گئی اور حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا اور دو ماہ قید رکھا گیا۔ علاوہ ازیں1953ء میں6 احمدی شہید ہوئے اور 12احمدیوں کو اسیران راہ مولیٰ بنایا گیا۔

تحریک کا انجام:

اس مخالفانہ تحریک کا انجام یہ ہوا کہ صوبائی اور مرکزی حکومت ٹوٹ گئی اور تحریک خود ہی سرد پڑ گئی اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مخالفین کا کوئی بھی مطالبہ پورا نہ ہوا اور وہ آپس میں لڑ پڑے۔

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ253)

6مارچ1953ء کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا جو 15 مئی1953ء تک رہا۔

1953ء کی مخالفانہ تحریک میں مجلس احرار اور جماعت اسلامی دونوں ہی سب سے نمایاں اور پیش پیش تھیں اور انہوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن تحریک بری طرح ناکام ہو گئی اور لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ رہا ہوئے تو باہم برسرِ پیکار ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف قلمی اور لسانی جنگ کا وسیع محاذ کھول دیا۔مثال کے طور پر دو حوالے ملاحظہ ہوں۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر و بانی جماعت اسلامی نے احراریوں کی ''تحریک ختم نبوت'' کے متعلق اپنی رائے یہ دی کہ:

''اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہوگئیں: ایک یہ کہ احرار کے سامنے اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں ہے بلکہ نام اور سہرے کا ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرار داد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر سازباز کیا ہے اور ایک دوسرا ریزولیشن بطور خود لکھ لائے ہیں جو بہرحال کنونشن کی مقرر کردہ سبجیکٹس

کمیٹی کا مرتب کیا ہوا نہیں ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے اس میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی اور اپنی اغراض کے لئے خدا اور رسول کے نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کریں، اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہو سکتے۔''

(تاریخ احمدیت جلد16صفحہ515)

احرار اور گورنمنٹ کے متعلق ججوں نے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں درج ذیل الفاظ اپنی رائے کا اظہار کیا:

''احراریوں سے تو ایسا برتاؤ کیا گیا گویا وہ خاندان کے افراد ہیں اور احمدیوں کو اجنبی سمجھا گیا۔ احراریوں کا رویہ اس بچے کا ساتھا جس کو اس کا باپ کسی اجنبی کو پیٹنے پر سزا کی دھمکی دیتا ہے اور وہ بچہ یہ جان کر کہ اسے سزا نہ دی جائے گی اجنبی کو پھر پیٹنے لگتا ہے اس کے بعد چونکہ دوسرے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں اس لئے باپ محض پریشان ہو کر بیٹے کو مارتا ہے لیکن نرمی سے تا کہ اسے چوٹ نہ لگے۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ422)

اس تحریک میں حصہ لینے والے سب کے سب اپنے انجام کو پہنچے۔ بہت سے مولوی جیلوں میں بند کردیئے گئے، ختم نبوت کے نام پر جمع ہونے والوں میں روپے کا جھگڑا شروع ہو گیا، ایک دوسرے پر الزام لگائے اور کفر کے فتوے لگائے گئے، مولوی اختر علی خان خلف مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے تحریک میں خوب روپیہ اکٹھا کیا لیکن یہ ڈھنگِ دولت ان کے ہاتھ سے انجام کار جاتا رہا اور ایسی گمنامی کی حالت میں مرے کہ جنازے میں بیس تیس لوگ بھی نہ تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب لیڈر احرار جب فالج کی وجہ سے بیمار پڑے تھے تو خود اپنے متعلق کہتے ہیں:

''جب تک یہ کتیا (یعنی ان کی زبان۔ ناقل) بھونکتی تھی سارا برصغیر ہندو پاک ارادتمند تھا۔اس نے بھونکنا چھوڑ دیا ہے تو کسی کو پتہ ہی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں۔''

(تاریخ احمدیت جلد16صفحہ529)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اپنے وعدوں کے مطابق بے انتہا ترقی عطا فرمائی اور اس مخالفانہ تحریک کے بعد تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے یہ تحریک جماعت کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے چلائی گئی تھی اورحضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی کہ خدا میری مدد کے لئے دوڑ ا چلا آرہا ہے لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

خلافت ثالثہ کے متعلق پیشگوئی:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت ثالثہ کے متعلق فرمایا:

''میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا.......اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔''

(تاریخ احمدیت جلد19صفحہ161)

ساری دنیا جانتی ہے کہ خلافت ثالثہ میں یہ پیشگوئی خلافت ثالثہ کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

خلافت احمدیہ کے خلاف تیسری تحریک اور اس کا انجام:

خلافت احمدیہ کے خلاف تیسری تحریک کا بڑا کردار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھا۔ اس نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے بطور وزیر اعظم اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھٹو کی ان کوششوں کے پس پردہ اس

فتنہ کی اصل حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''1973ء میں بھٹو صاحب نے پاکستان میں بڑے ٹھاٹھ سے اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ بھٹو صاحب کی شدید خواہش تھی اور ان میں اس کی صلاحیت بھی تھی کہ بین الاقوامی سطح پر ان کا تشخص ایک قد آور لیڈر کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ ظاہر ہے اس مقصد کے لئے پاکستان کی سٹیج تو بے حد محدود اور ناکافی تھی اس لئے کچھ عرصہ تک تو وہ تیسری دنیا کا لیڈر بننے کی کوشش میں لگے رہے جس میں برطانیہ اور فرانس کی نو آبادیات اور دیگر ممالک شامل تھے لیکن سوئے اتفاق سے یہ گدی پہلے ہی پنڈت نہرو اور اس کی بیٹی مسز اندرا گاندھی کے قبضے میں آچکی تھی۔ چنانچہ مایوس ہوکر وہ دُنیائے اسلام کا لیڈر بننے کا خواب دیکھنے لگے۔ اس سلسلے میں انہیں سعودی عرب کی پوری حمایت حاصل تھی، اس کے صلے میں کامیابی کی صورت میں جہاں بھٹو صاحب عالم اسلام کے سرکردہ سیاسی لیڈر کی حیثیت سے اُبھرکر سامنے آجاتے وہاں سعودی عرب کے فرمانروا کو بھی مسلمانو ں کے روحانی سربراہ اور خلیفہ کے طور پر تسلیم کرا لیا جاتا۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ154,155)

ظاہر ہے کہ اس منصوبہ کی راہ میں ایک ہی روک تھی جو ایک ناقابل عبور اور بلند و بالا پہاڑ کی طرح حائل تھی اور وہ تھی جماعت احمدیہ کی خلافت اور اس عظیم منصب اور ادارے کا پورے تمکن۔تحریک اور استحکام کے ساتھ اس کا فعال قیام اور اس کی موجودگی۔ یہ تو ہونہیں سکتا تھا کہ بیک وقت مسلمانوں کے دو خلفا ہوں اس لئے انہیں اس کا ایک ہی حل نظر آیا اور وہ یہ تھا کہ خلافت احمدیہ کو سرے سے راستے سے ہٹا دیا جائے یا بالفاظِ دیگر احمدیوں کے اسلامی تشخص کوختم کر کے انہیں غیرمسلم قرار دے دیا جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔''

(ایک مرد خدا۔ چودھری محمد علی صاحب صفحہ156)

اس کے لئے پہلے سے سازش تیار کر لی گئی تھی۔ حضرت مرزا طاہر احمد(خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بعض حکومتی نمائندگان سے ذکر کیا تو وہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے لیکن ہوا وہی جسے آپ کی دور بین نگاہوں نے پہلے ہی تاڑ لیا تھا۔ بھٹو صاحب کی یہ سازش تو ناکام ہوگئی پھر وہ جماعت کی کھلم کھلا مخالفت پر اتر آئے جس کے نتیجے میں وہ بدنام زمانہ قرار داد پیش کی گئی جس کا واحد مقصد یہ تھا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جا سکے۔

1974ء میں مجوزہ آئینی ترمیم پیش کی گئی۔ یہ ساری کاروائی عوام سے مخفی رکھی گئی اور احمدیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

وہ دن اور آج کا دن احمدیوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر فریضہ حج ادا کر سکیں، بری اور ہوائی افواج سے سینئر احمدی افسروں کو ریٹائر کر دیا گیا، نوجوان احمدی افسروں کی ترقیاں روک دی گئیں، سرکاری اور نیم سرکاری محکموں میں کام کرنے والے احمدی افسروں اور ماتحتوں سے یہی سلوک روا رکھا گیا،احمدی سفارتکاروں اورسفیروں پر ترقی کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے، اس کے بعد یونیورسٹیوں میں کام کرنے والے احمدی لیکچراروں پر پروفیسر بننے کے امکانات ختم ہو گئے، اسی طرح ہسپتالوں میں کام کرنے والے احمدی ڈاکٹر بھی اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی صدارت کے فرائض سرانجام دینے کے نا اہل قرار دے دیئے گئے، اَور تو اَور ٹیلیفون (Telephone) اور کمپیوٹر انجینئرنگ (Computer Engineering) وغیرہ قسم کے محکموں میں بھی احمدی نوجوانوں کے ساتھ اسی قسم کا امتیازی سلوک روا رکھا جانے لگا، نئے فارغ التحصیل احمدی نوجوان طلبا اعلیٰ تیکنیکی (technical) اور سائنسی امتحانات نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کرنے کے بعد جب سرکاری ملازمت حاصل

کرنے کی کوشش کرتے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے اور ان کے نااہل ہم جماعت کامیاب قرار دے دیئے جاتے۔

اس صورتحا ل سے جماعت احمدیہ کے معاندین کا جی خوش ہوگیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس ظالمانہ طریق کارنے انصاف کر گلا گھونٹ کر رکھ دیا۔

جب احمدی نوجوانوں پر اپنے وطن میں انصاف کے دروازے بند کر دیئے گئے تو چار و ناچار انہیں بیرونی ممالک کی طرف رُخ کرنا پڑا۔ اپنے وطن میں اپنے خلاف اس منفی سلوک سے زِچ ہو کر وہ بادل ناخواستہ برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ اور دوسرے ممالک میں پناہ حاصل کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ نوجوان صحت مند بھی تھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی۔ دراصل ایسے نوجوان ہی کسی ملک کا حقیقی سرمایہ ہوا کرتے ہیں لیکن اب یہی نوجوان اپنی دینی اور مذہبی قدروں کو سینوں سے لگائے ترک وطن کے خطرات مول لینے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے جانے سے جہاں پاکستان اس افرادی دولت سے محروم ہو گیا وہاں دوسرے ممالک کو اس سے فائدہ بھی پہنچا۔ جماعت احمدیہ کو شکایت تھی اور یہ ایک جائز اور وزنی شکایت تھی کہ قومی اسمبلی کی ساری کاروائی جس کی بنا پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا بالکل خفیہ اور بصیغہ راز ہوئی اور پریس (Press) اور پبلک (Public) کو اس کی تفصیلات سے سراسر بے خبر رکھا گیا۔ جماعت احمدیہ نے بار بار مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی کی پوری کارروائی اور بحث اور دلائل کی تفصیل شائع کی جائے لیکن بھٹو حکومت نے یہ مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر دیا اور جوں جوں یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا بھٹو حکومت اسی شدت سے انکار پر انکار کرتی چلی گئی۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب۔صفحہ 153 تا182)

ان ایا م کا تذکرہ کرتے ہوئے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مسٹر بھٹو کی حکومت بتدریج تیزی کے ساتھ غیر مستحکم ہوتی چلی گئی۔ ان کی مقبولیت کا گراف تیزی سے گر رہا تھا۔ انہوں نے بڑی مایوسی اور پریشانی کے عالم میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے کہ اقتدار کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے اور سیاسی مصلحت کے ہاتھوں مجبور ہو کر جب بھی موقع ملا اپنے پرانے ساتھی چھوڑ کر نئے ساتھی تلاش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ جولائی1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے جسے مسٹر بھٹو نے سینئر افسروں کو نظر انداز کر کے پاکستان کی بری افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ایک فوجی انقلاب کے ذریعے مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور پھر دو سال بعد دنیا بھر کے احتجاج کے باوجود اسی جنرل ضیاء الحق نے مسٹر بھٹو کو ایک سیاسی مخالف کے والد کے قتل کے الزام میں ماخوذ کر کے مقدمہ عدالت کے سپرد کر دیا۔ عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی، اس فیصلے کے خلاف عالم گیر صدائے احتجاج بلند ہوئی اور اکناف عالم میں احتجاج کا ایک شور برپا ہو گیا۔ عام تاثر یہی تھا کہ سزائے موت کا عدالتی فیصلہ مبنی بر انصاف نہیں بلکہ یہ ایک سیاسی فیصلہ ہے اور سیاسی مصلحتوں اور ضرورتوں کا مرہون منت ہے تاہم جنرل ضیاء الحق اس کانٹے کو اپنے راستے سے ہٹانے کا کتنا ہی خواہش مند کیوں نہ ہو وہ مسٹر بھٹو کو تختہ دار پر لٹکانے کی جرأت کبھی نہیں کر سکے گا۔ یہ کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس سزا پر عمل درآمد بھی ہو گا۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 179)

لیکن اس کے ساتھ خدا کی تقدیر کچھ اور ہی ظاہر کرنا چاہتی تھی جو دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا لیکن بعد میں کھل گیا۔

4اپریل1979ء کو بھٹو کو پھانسی دے دی گئی اور خدا کے مسیح کی پیشگوئی پوری ہوئی کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ۔ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو باون(52) سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ اس یعنی اس کی عمر باون(52) سال سے تجاوز نہیں کرے گی، جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر ہی ملک بقا ہو گا۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3صفحہ190)

خلافت احمدیہ کے خلاف چوتھی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام:

خلافت احمدیہ کے خلاف چوتھی تحریک جنرل ضیاء الحق نے چلائی اور اس نے خلافت اور جماعت احمدیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی یہ سزا دی کہ رہتی دنیا تک اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔

ضیاء الحق کا اقتدار پر قبضہ:

ضیاء الحق کے اقتدار پر قبضہ کرنے سے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے آئن ایڈم سن صاحب (Iean Adam Son) لکھتے ہیں:

''جولائی1977ء میں مسٹر بھٹو کی پیپلز پارٹی خاصی اکثریت کے ساتھ ایک بار پھر بر سر اقتدار آ گئی تھی۔ مخالف سیاسی جماعتوں کو شکایت تھی کہ الیکشن(Election) کے دوران دھاندلی ہوئی ہے، وہ سڑکوں پر نکل آئی تھیں، ہنگامے ہو رہے تھے، مخالف جماعتوں اور مسٹر بھٹو کے درمیان گفت و شنید جاری تھی۔ بالآخر باہم ایک معاہدہ طے پا گیا جس کے مطابق مسٹر بھٹو اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ پیپلز پارٹی قومی اسمبلی کی کچھ نشستیں خالی چھوڑ دے۔ اس طرح اس شکایت کا ازالہ بھی مقصود تھا کہ الیکشن میں تصرف ہوا ہے۔ معاہدے کوضبط تحریر میں لایا جا رہا تھا اور جلد اس کا اعلان ہونے والا تھا۔

صبح کے چھ بج رہے تھے جنرل ضیاء الحق کمانڈر انچیف بری افواج پاکستان نے اچانک اقتدار پر قبضہ کر لیا اور مسٹر بھٹو ان کے وزیروں اور نو جماعتی حزب اختلاف کے تمام لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق اور پانچوں علاقائی کمانڈروں نے مارشل لا(Martial Law) کا اعلان کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ نئے انتخابات نوے دن کے اندر اندر کروادیئے جائیں گے۔شروع شروع میں تو لوگ پرُ امید تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جنرل ضیاء سچ بول رہا ہے اور حقیقتاً چاہتا ہے کہ ملک سے رشوت ستانی اور بد دیانتی کا خاتمہ ہو اور پاکستان جلد سے جلد پارلیمانی جمہوریت کی طرف واپس آ جائے۔

(ایک مرد خدا ۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 273,272)

ضیاء نے لوگوں سے انتخاب کا وعدہ تو کیا لیکن پورا کرنے کی بجائے اپنے اقتدار کو طول دیتا گیا اور اصل مقصد سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک محاذ کھول دیا۔ ہر طرح دق کونے کی کوشش کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان دنوں کو تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایسے مطلق العنان آمروں کو جانا پہچانا طریقہ واردات یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ وہ عوام کی توجہ ان کے حقیقی مسائل سے ہٹانے کے لئے کسی مذہبی یا نسلی اقلیت کو چن لیتے ہیں اور تعصب کی چنگاریوں کو ہوا دے کر ان اقلیتوں کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکا دیتے ہیں یہی کچھ ضیاء نے بھی کیا۔ ضیاء کی نظر انتخاب جماعت احمدیہ پر

پڑی۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت جماعت پر ایذا رسانی کے دروازے کھول دیئے گئے ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی، احمدیوں کی دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں، مشتعل ہجوم ان کی مساجد کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوئے اور مساجد کے اندر داخل ہو کر انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا، مسٹر بھٹو نے سرکاری محکموں میں احمدی ملازمین کے خلاف امتیاز کی جو مہم شروع کی تھی اب اس میں شدت پیدا ہو گئی، معصوم اور بے گناہ احمدیوں کو جن کا واحد قصور یہ تھا کہ وہ احمدی تھے اور کسی قانونی یا اخلاقی کو تاہی یا جرم کے مرتکب نہیں ہوئے تھے، بپھرے ہوئے ہجوم اور کرائے کے غنڈوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا، ان کو سرعام زَد و کوب کیا گیا، انہیں قتل کیا گیا، اس سارے عمل کو پولیس خاموش تماشائی بن کر دیکھتی رہی، نہ ہی اس نے جرم کے ارتکاب کو روکا اور نہ ہی کسی کاروائی کی ضرورت سمجھی، دُور جانے کی ضرورت نہیں ماضی قریب میں بھی ایسا ہی تشدد اور اسی قسم کی ایذا رسانی ایک اَور مذہبی اقلیت کے خلاف بھی رَوا رکھی گئی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ دنیا کو اس کی کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔

(حضرت)خلیفۃ المسیح نے مظلوم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جارحیت کا جواب جارحیت سے نہ دو۔اپنی حفاظت ضرور کرو لیکن حملہ کرنے والوں پر حملہ مت کرو نہ جسمانی طور پر اور نہ ہی زبان سے۔ یاد رکھو کہ (حضرت) مسیح موعود (علیہ السلام)نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ تمہیں ستایا جائے گا اورتم پر ستم توڑے جائیں گے، گند اُچھالا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ انجام کار جماعت احمدیہ ہی فتح یاب ہو گی۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 275,274)

اپنے امام کے حکم کے مطابق احمدیوں نے تو صبر کا دامن نہ چھوڑا لیکن ضیاء اپنے ظلم وستم میں بڑھتا چلا گیا یہ سب سے بڑا قدم اس نے اپریل1984ء میں اٹھایا جب آرڈیننس نافذ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جمعرات کا دن تھا اور26 اپریل1984ء کی تاریخ جب حکومت پاکستان کے گزٹ(Gazett) میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مارشل لا(martial Law) کا بدنام زمانہ آرڈیننس نمبر بیس (Ordinance Number 20) جاری کیا گیا تا کہ احمدیوں کو خوا ہ مخواہ قادیان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری جماعت سے ان کی ''اسلام دشمن سرگرمیوں'' سے باز رکھا جا سکے۔آرڈیننس (Ordinance) کے الفاظ یہ تھے:

''ہر گاہ کے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ قانون میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے احمدیوں کو خواہ وہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری جماعت سے انہیں ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے روکا جا سکے اور ہر گاہ صدر پاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے وجوہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اس بارے میں فوری اقدامات نا گزیر ہو گئے ہیں۔ لہٰذا پانچ جولائی1977ء کے اعلان اور ان اختیارات کے ماتحت جو صدر پاکستان کو اس اعلان کے ذریعے حاصل ہیں۔ صدر پاکستان مندرجہ ذیل فرمان کا اجرا اور نفاذ کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں:

مختصر عنوان اور آغاز:

1۔ یہ آرڈیننس(Ordinance) قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع و

تعزیری)آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہو گا۔

2۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آرڈیننس (Ordinance) عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہو گا۔

اس آرڈیننس (Ordinance) کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

ایکٹ نمبر45 بابت1860ء میں نئی دفعات:

298۔ب (298-B) اور 298۔ ج (298-C) کا اضافہ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر45-1860کے باب میں دفعہ 298 الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا: یعنی 298۔ ب (298-B) بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لئے مخصوص القاب،اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال۔

1۔ قادیانی گروپ لاہوری گروپ (جو خود کو''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کا کوئی فرد جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نظر آنے والی کسی علامت کے ذریعے۔

(الف) خلفائے راشدین یا (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے علاوہ کسی اور شخص کو امیر المومنین یا خلیفۃ المسلمین یا صحابی یا رضی اللہ عنہ کہہ کر پکارے،

ب۔ (حضرت)محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور کو اُم المؤمنین کے نام سے یاد کرے یا مخاطب کرے،

ج۔ اہل بیت کے علاوہ کسی فرد کو اہل بیت کہہ کر یاد کرے یا مخاطب کرے یا

د۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے یاد کرے یا پکارے۔

تو اسے کسی ایک قسم کی سزا ئے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

ہ۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ(جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کو کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا کسی مرئی طریقے سے اپنی مذہبی عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا طرز کو اذان کہہ کر یاد کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان اذان دیتے ہیں تو اسے ایک ہی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائیگی جو تین سال تک ہوسکتی ہے او ر وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہو گا۔

298۔ج (298-C) قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خودکو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ(جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بالواسطہ یا بلا واسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یامنسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا کسی مرئی طریقے سے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنی مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے تو اس کو کسی ایک قسم کی سزا ئے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب ہوگا''

دنیا اس آرڈیننس کی خبر سن کر سکتے میں آ گئی۔ خود پاکستان میں کیا وکلا، اساتذہ اور سفارت کار اور کیا عام شہری اور کاروباری لوگ، سبھی اس بات پر حیران اور ششدر تھے کہ اب اذان اور نماز بھی جرم قرار دیئے جا چکے تھے۔
سبھی افسر دہ خاطر تھے کہ ان کا وطن عزیز مذہبی تعصب، منافرت، مذہب کے نام پر مفاد پرستی کی ایک خوفناک اور بھیانک دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہے اور ان بدنام زمانہ ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے جن کی حکومتیں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے اپنے شہروں کو مذہب یا رنگ و نسل کی آڑ میں طرح طرح کے ظلم و تشدد کا نشانہ بناتی رہتی ہے۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 283 تا 286)

''اس آرڈیننس (Ordinance) کے نفاذ کے بعد صورت حال یکسر بدل گئی۔اب صرف میری اپنی سلامتی ہی خطرے میں نہیں تھی بلکہ میری زبان بندی بھی کر دی گئی تھی۔ اس نئے قانون کی آڑ میں جنرل ضیاء الحق نے مجھ پر ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے فعال امام اور سربراہ کی حیثیت سے میری زبان پر بھی پہرے بٹھا دیئے تھے اور میرے لئے فرائض منصبی کی ادائیگی محال کر دی تھی یعنی پاکستان میں تو رہوں لیکن بولوں تو جیل (Jail) کی ہوا کھاؤں اور جب سزا بھگت کر واپس آؤں اور پھر بولوں تو پھر تین سال کے لئے جیل (Jail) بھیج دیا جاؤں''۔

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 289)

اس کے بعد حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشیروں سے معتمدین نے اتفاق رائے سے مشورہ دیا کہ آپ کو فوراً پاکستان سے چلے جانا چاہئے حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مشورہ تو مان لیا لیکن صرف اس شرط پر کہ پاکستان چھوڑتے وقت آپ کے خلاف کسی قسم کے وارنٹ گرفتاری جاری نہ ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی مبینہ الزام کی جواب دہی کے لئے آپ کو کسی کمیشن (Commission) کے رُو برُو پیش ہونے کے لئے کہا گیا ہو۔

ضیاء کی غلطی:

چنانچہ جب آپ لندن تشریف لے جانے کے لئے ربوہ سے کرچی پہنچے تو کراچی کے ائر پورٹ کے پاسپورٹ کنٹرول (passport control) کے سامنے جنرل ضیاء کا اپنے دستخطوں سے جاری کردہ ایک حکم نامہ پڑا تھا۔ یہ حکم نامہ ملک کے تمام ہوائی، سمندری اور بری راستوں اور گزرگاہوں تک پہنچ چکا تھا حکم نامے کے الفاظ یہ تھے:
'' مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سر زمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں۔''
اس لئے کراچی ائرپورٹ (Air Port) پر جہاز کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوئی تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔
جنرل ضیاء کو (حضرت) خلیفہ ثالث سے اکثر سابقہ پڑتا رہا تھا اس لئے اس نے غلطی سے حکم نامے پر (حضرت) خلیفہ رابع یعنی (حضرت) مرزا طاہر احمد کی بجائے (حضرت) خلیفہ ثالث یعنی (حضرت) مرزا ناصر احمد کا نام اپنے ہاتھ سے لکھ دیا!
جنرل ضیاء الحق نے پابندی لگائی بھی تو (حضرت) خلیفہ ثالث پر جو اس پابندی کے لگنے سے دو سال قبل وفات

پا چکے تھے!
(حضرت)خلیفہ رابع کے پاسپورٹ پر وضاحت سے لکھا ہوا تھا کہ ان کا نام (حضرت) مرزا طاہر احمد ہے اور یہ کہ وہ عالمی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔''

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 300,301)

کافی تگ و دو کے بعد ائر پورٹ کے عملہ کی طرف سے جہاز کو پرواز کی اجازت دے دی گئی اور آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) بحفاظت لندن تشریف لے گئے۔

آسمانی فیصلہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاکستان سے تشریف لے جانے کے بعد ضیاء کے تشدد میں سختی آگئی حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ضیاء سے کہا کہ وہ باز آجائے اور خدا کے غضب سے بچ جائے۔ چنانچہ ضیاء الحق کے باز نہ آنے پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 10جون1987ء کو مباہلے کا چیلنج دے دیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح لرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
''اگرتمہارے دل میں خدا کی کوئی رمق موجود ہے اور اگر اپنی دنیوی وجاہت کی وجہ سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ہچکچاتے ہو تو تم کم از کم اتنا کرو کہ اس ظلم وستم سے باز آ جاؤ اور احمدیوں پر کئے جانے والے تشدد سے ہاتھ کھینچ لو اور خاموشی اختیار کر لو۔ ہم فرض کر لیں گے کہ تم نے مباہلے کا چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ تمہیں اپنے غضب کی آگ سے بچالے! لیکن افسوس کہ اس پر بھی ایذا رسانیاں بند نہ ہوئیں۔''

(ایک مرد خدا ۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 378,377)

بعض لوگوں کو خیال تھا کہ مباہلہ کی شرائط پوری نہیں ہوئیں کیونکہ ضیاء نے علی الاعلان چیلنج قبول نہیں کیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نقطۂ نظر کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:
''ضروری نہیں کہ ایسا شخص چیلنج قبول کرنے کا اعلان بھی کرے۔ اس ظلم وستم پر اصرار ہی اس امر کا اعلان ہے کہ اس نے چیلنج قبول کر لیا ہے۔ اب وقت ہی فیصلہ کرے گا۔ ظالم خدا تعالیٰ کے سامنے کہاں تک اپنے کبر و غرور اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ فریق ثانی کی خاموشی کا کیا مطلب ہے۔''

(ایک مرد خدا ۔مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 378)

12اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں (حضرت)خلیفہ رابع نے اعلان کیا کہ جنرل ضیاء الحق نے لفظاً، معناً، عملاً کسی شکل میں بھی احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم پر پشیمانی کا اظہار نہیں کیا۔ اب معاملہ اللہ (تعالیٰ) کے سپرد ہے، ہم اس کی فعلی شہادت کے منتظر ہیں۔ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا:
''اب جنرل ضیاء الحق اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ کرنہیں جا سکتا۔''

(ایک مرد خدا ۔مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ 381)

حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کے الفاظ بعینہٖ پورے ہو گئے۔17اگست1988ء جنرل ضیاء ان جرنیلوں کے ساتھ جو ظلم میں اس کے دست و بازو تھے ایک طیارے کے حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ آج تک طیارے کے حادثے کی وجہ معلوم نہیں کی جا سکی لیکن یہ سب جانتے ہیں یہ حادثہ کیوں ہوا تھا۔ خلاصۂ کلام

یہ ہے کہ خلافت کے مقابل پر جو بھی آیا تباہ و برباد ہو گیا، جس نے خلافت کو نقصان پہنچانے کے لئے جس طرح کی کوشش کی اس طرح کا اس کا انجام ہوا۔

احمدیت کی فتح کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

’’ ہم ان سے کہتے ہیں تم کیا؟ اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے۔ اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بے شک ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دے گا خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ! آگ ہمای غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 7۔صفحہ 447)